اے

فہم حدیث

اُمت کا صلاح و فساد

مولانا عبدالمالک

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد شعیب سے وہ اپنے دادا عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس امت میں اصلاح کی ابتدا یقین اور زہد ہے اور اس میں فساد کی ابتدا بخل اور (نہ ختم ہونے والی) دنیوی امید ہے۔ (بیہقی، شعب الایمان)

یقین سے مراد توحید و رسالت اور آخرت اور اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ دین کے برحق اور واجب العمل ہونے اور اللہ کے وعدوں پر یقین ہے۔ زہد سے مراد دنیا سے بے رغبتی، آخرت کی رغبت اور جنت کا شوق ہے۔ بخل سے مراد دنیا کی حرص اور ہوس اور اسے سمیٹ سمیٹ کر رکھنا ہے۔ امید سے مراد دنیا بنانے کے خواب دیکھنا اور آرزوئیں پالنا، ہزاروں سے لاکھوں، لاکھوں سے کروڑوں حاصل کرنے کے منصوبے ہیں۔

دنیا سے بے رغبتی اور آخرت پر یقین کے بغیر امت کی اصلاح ممکن نہیں، اور دنیا کی حرص، اسے جمع کرتے رہنا، اور سینت سینت کر رکھنا، اس کے لیے بخل سے کام لینا اور دنیا سے لمبی امیدیں لگانا فساد ہے۔ کیوں؟ اس لیے کہ کوئی بھی کام شوق اور محبت کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ یہ شوق اسی وقت پیدا ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر یقین پیدا ہو۔ اس دنیا میں سارا فساد، دنیا کو ہی مرکز امید بنا لینے سے ہے، اس کے لیے کوشش، دوڑ دھوپ، سفر اور معلوم نہیں کیا کیا بصد شوق کیا جاتا ہے۔ دنیا تو آخرت کے لیے ذریعہ ہے۔ اس دنیا میں فصل بوئی جائے اور وہاں کاٹی جائے۔ نظر آخرت پر ہو، تو انسان بخل سے پاک ہو گا۔

○

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس آدمی کے دل میں دنیا کی محبت کم ہو گی، اللہ تعالیٰ اس کے دل میں حکمت کا چشمہ جاری کر دے گا، اس کی زبان سے حکمت کی باتیں نکلیں گی اور اللہ تعالیٰ اسے دنیا کے عیبوں اور اس کی بیماریوں سے واقف کر دے گا اور اس کے علاج کی بصیرت عطا کر دے گا۔ اور اسے دنیا کی بیماریوں سے بچا کر سلامتی کے گھر (جنت) کی طرف نکال لے جائے گا۔ (بیہقی، شعب الایمان)

دنیا کی محبت انسان کو اندھا کر دیتی ہے' اسے دنیا کے عیوب اور بیماریاں نظر نہیں آتیں۔ وہ نفسانی خواہشات کا اسیر ہو جاتا ہے اور اللہ کی نافرمانی' شیطان اور نفس اور انسانوں کی خواہشات کی غلامی اس کی نظر میں خوبصورت چیزیں بن جاتی ہیں۔ اس کی نظر کمزور اور ذوق بگڑ جاتا ہے۔ وہ شخص جو آخرت کی محبت رکھتا ہے' اسے نیکی اور بدی میں تمیز ہوتی ہے۔ اس کی نظر میں نیکیاں خوبصورت اور گناہ بدصورت ہوتے ہیں۔ اسے نیکی میں لذت محسوس ہوتی ہے اور برائی سے تکلیف ہوتی ہے۔ پھر اسے دنیا کے عیوب دکھائی دینے لگتے ہیں۔ اس کی بیماریوں اور ان کی دواؤں سے وہ واقف ہو جاتا ہے۔ یہ حقیقی حکمت و دانش ہے۔ حکمت کی باتیں اس آدمی کی زبان سے نکلتی ہیں جو آخرت کی محبت رکھتا ہو اور اسے دنیا مرغوب نہ ہو۔ ایسے شخص کے پاس اگرچہ کسی کالج' یونیورسٹی اور علمی درس گاہ کی ڈگری نہ ہو' پھر بھی وہ حکیم ہوتا ہے۔ یہی حقیقی حکمت ہے۔

○

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> اللہ تعالیٰ نے تمھارے درمیان اخلاق تقسیم کیے ہیں' جس طرح تمھارے درمیان رزق کی تقسیم کی ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیا اسے بھی دیتا ہے جس سے محبت کرتا ہے اور اسے بھی دیتا ہے جس سے محبت نہیں کرتا' لیکن دین نہیں دیتا مگر اسے جس سے محبت کرتا ہے۔ پس وہ شخص جسے اس نے دین دیا اس سے محبت کی۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے' آدمی اس وقت تک مسلم نہیں بنتا جب تک اس کا دل اور زبان مسلم نہ بن جائے اور آدمی اس وقت تک مومن نہیں بنتا جب تک اس کا پڑوسی اس کی آفات سے محفوظ نہ ہو جائے"۔ (مسند احمد)

بندے سے اللہ کی محبت کی علامت دین ملنا ہے اور دین ملنے کی علامت دل اور زبان کا مسلمان بن جانا ہے۔ دل مسلمان ہو تو اور کیا دولت چاہیے' کہ یہ کل زندگی درست ہونے کی ضمانت ہے۔ اور زبان مسلمان ہو تو انسان کتنے ہی گناہوں سے بچ جاتا ہے' دوزخ کا راستہ بند اور جنت کا کھل جاتا ہے۔ کیا وہ بھی مومن ہوتا ہے جس کے پڑوسی اس سے پناہ مانگتے ہوں؟

○

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ مجھے میرے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے سات چیزوں کا حکم دیا ہے: ۱۔ مساکین سے محبت کرنے اور ان سے قریب ہونے کا' ۲۔ میں (دنیا کے معاملہ میں) ان پر نظر رکھوں جو مجھ سے کمتر ہیں' ان پر نظر نہ رکھوں جو مجھ سے برتر ہیں۔ ۳۔ میں صلہ رحمی کروں اگرچہ مجھ سے بے رخی برتی جائے۔ ۴۔ میں کسی سے کچھ نہ مانگوں۔ ۵۔ میں حق بات کہوں اگرچہ وہ کڑوی ہو۔ ۶۔ میں اللہ کے معاملے میں ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کھاؤں۔ ۷۔

میں کثرت سے لَاحَولَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھوں کیونکہ یہ عرش کے نیچے سے ایک خزانہ ہے (مسند احمد)۔

یہ تمام چیزیں ایسی ہیں کہ جن کے اپنانے سے آخرت کی محبت بڑھتی ہے اور دنیا کی محبت کم ہوتی ہے۔ امرا کے بجائے مسکینوں سے محبت اور ان کا قرب، ان کی ہم نشینی، دنیاوی لحاظ سے اپنے سے کم تر لوگوں پر نظر رکھنا، اپنے سے برتر کو اپنے لیے نمونہ نہ بنانا، ان کی طرح کے ٹھاٹھ باٹھ سے رہنے کا جذبہ اپنے دل میں پیدا نہ کرنا، قرابت داروں سے حسن سلوک کے ساتھ پیش آنا، اگرچہ ان کی طرف سے حسن سلوک نہ کیا جائے، اور کسی سے سوال نہ کرنا، یہ دنیا سے بے رغبتی ہے۔ اللہ کے تصرف و تدبیر اور قوت کا ذکر کرنا اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ کا ورد کرنا یہ بھی دنیا کی بجائے اللہ پر توکل ہے۔

○

حضرت ابو الدردا رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اپنے میں سے کمزوروں میں تلاش کرو اس لیے کہ تمھیں رزق دیا جاتا ہے اور تمھاری مدد کی جاتی ہے تمھارے کمزوروں کی برکت سے"۔ (مشکوٰۃ شریف)

"مجھے اپنے میں سے کمزوروں میں تلاش کرو" کے معنی یہ ہیں کہ میری اتباع اور پیروی اور رضامندی کمزوروں کی خدمت میں اور ان سے نشست و برخاست اور ان سے میل جول اور ہم نوالہ و ہم پیالہ ہونے میں ہے۔ جو دنیوی لحاظ سے کمزور ہیں لیکن ایمان اور عمل صالح کی دولت سے نوازے گئے ہیں، یہ اللہ کو محبوب ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ نوازنا چاہتے ہیں تو ان کی برکت سے دوسروں پر بھی نوازشیں ہو جاتی ہیں۔ اگرچہ بظاہر یہ بے حیثیت اور کمزور ہیں لیکن درحقیقت یہ حیثیت والے ہیں۔

○

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمھارے پاس چار چیزیں ہوں تو پھر تمھیں دنیا کی کسی چیز کے فوت ہونے کی کوئی پروا نہ ہونی چاہیے۔ (کیونکہ ان چار چیزوں کے ذریعے تمھیں سب کچھ مل گیا ہے) امانت کی حفاظت، سچی بات کہنا، حسن اخلاق اور کھانے میں حرام سے پرہیز (مسند احمد، بیہقی)

حفظ امانت، یعنی اللہ تعالیٰ کے اور بندوں کے حقوق اور ان کی طرف سے عائد ذمہ داریوں کی حفاظت، یہی سارا دین ہے۔ دنیا کا لطف اٹھانے کے لیے انسان جھوٹ بولتا ہے، بدمعاملگی کرتا ہے، اور کمانے کھانے میں حرام کی تمیز نہیں کرتا۔ حالانکہ دنیا کی زندگی کا حقیقی لطف تو سچ بولنے، حسن اخلاق برتنے اور حلال کھانے میں ہے۔ یہ ہو تو پھر کسی اور چیز کے نہ ہونے کی کیا پروا۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے لیے خیر کا ارادہ کرتا ہے تو اسی سے کام لیتا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! کس طرح کام لیتا ہے؟ آپ نے فرمایا اسے مرنے سے پہلے عمل صالح کی توفیق دیتا ہے۔ (ترمذی)

عمل صالح کی توفیق زندگی کے کسی مرحلے پر بھی مل سکتی ہے، موت سے پہلے بھی۔ دعوت کا کام کرتے ہوئے کسی سے بھی، کبھی مایوس نہ ہونا چاہیے۔ ہدایت کا دروازہ موت سے پہلے کسی بھی وقت کھل سکتا ہے۔ توفیق الٰہی کے لیے دعا بھی کرنا چاہیے، اپنے لیے بھی۔

○

حضرت ابوبکرہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے سوال کیا یا رسول اللہؐ کون سا آدمی دوسروں سے بہتر ہے۔ آپؐ نے فرمایا: وہ جس کی عمر طویل ہو اور عمل اچھا ہو۔ پھر پوچھا: کہ کون سا آدمی دوسروں سے برا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: وہ جس کی عمر طویل ہو اور عمل برا ہو" (احمد، دارمی)

عمر تو مقرر ہے، کوشش کرنا چاہیے کہ ہر لمحہ اچھے عمل میں گزرے۔ مختصر عمر میں بھی طویل عمر کا اجر لیا جا سکتا ہے۔

○

حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اگر تم چاہو تو میں تمھیں بتلا دوں کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں سے قیامت کے روز سب سے پہلے کیا بات کریں گے اور ایمان والے اللہ تعالیٰ سے سب سے پہلے کیا بات کریں گے۔

ہم نے عرض کیا: ہاں یارسول اللہؐ۔

آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ایمان والوں سے کہیں گے: کیا تم مجھ سے ملاقات کی محبت رکھتے تھے؟

وہ کہیں گے: ہاں اے پروردگار۔

اللہ تعالیٰ پوچھیں گے: کیوں؟

تو وہ جواب دیں گے: ہم تیرے عفو کے امیدوار اور تیری مغفرت کے طلب گار تھے۔

تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میری مغفرت تمھارے لئے لازم ہو گئی۔ (شرح السنہ)

ملاقات کا شوق کیوں--- تاکہ عفو و مغفرت طلب کر سکیں۔ ملاقات کا شوق زندگی میں حلاوت اور شیرینی گھول دیتا ہے۔ جسے ملاقات کا شوق ہو وہ نافرمانی کے راستے پر نہیں چل سکتا۔ لیکن اس کے باوجود بھی، آسرا، عفو و مغفرت ہی کا ہوتا ہے بلکہ ملاقات پر پہلی بات ہی یہ ہے کہ اس کی طلب ہے، اور اس کی ہی عطا کی خوش خبری دی جاتی ہے۔ اللہ ہمیں آپ کو اپنے ان بندوں میں شامل کر دے۔